OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 4, Issue 4 (October-December 2021)

اسلامی قانون میں تعزیز بالحبس اور معاصر عدالتی کارروائیاں: ایک مطالعہ

The Nnotion of Imprisonment in Islamic *Sharīʻah* and Contemporary Judicial Procedures

Dr. Hafiz Mohammad Khan
Associate Professor MIU AJ&K
Dr. Hafiz Mohammad Saleem
Assistant Professor MIU AJ&K

Abstract

Islam has presented the theory of punishment based on actions and deeds. According to Islamic system of criminal justice, nobody will be punished until and unless his action is proved in the court of law. Punishment again is based on the nature of the crime. In the result of judgement if someone is put into prison, they will remain in it until the completion of the sentence. This article is addressing some bad effects of this type of punishments which is in the form of imprisonment. A prisoner cannot participate in any social activity for example, in a social gathering, he can also not help his family in any financial matters. On the other hand, prisoner cannot do any religious activity like funeral prayer etc. He can also not visit any patient in the hospital. Therefore, for this reason a proposal and suggestion are presented to government that this punishment in the form of imprisonment should be kindly reviewed and there should at least be some kind of relaxation for all prisoners.

Key words: Imprisonment, *Taʻzīr, Sharīʻah*, Judicial Procedure

تمہید

فقہاء نے اسلامی سزاؤں کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ۔ 1۔ حدود 2۔ تعزیر ۔ پھر حدود کو زنا کی سزا رجم اور سو کوڑے اور چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا، شراب کی سزا اسی کوڑے ، قذف کی سزا اسی کوڑے ، قتل عمد کی

CC BY

سزا قصاص قتل، خطا کی سزا دیت ہے ۔ تعزیر وہ سزا ہے جو قاضی یا جج جرم کی نوعیت کے اعتبار سے خود تجویز کرتے ہیں مثلاً مجرم کا منہ کالا کرنا ، کڑی دھوپ پر کھڑا کر دینا ، تابر خواست عدالت روکے رکھنا ، گدھے پر بٹھا کر گلیوں میں گھمانا، جرمانہ کرنا اور قید کر دینا۔ عام طور پر قید کی سزا عدالتیں تجویز کرتی ہیں قید کی تعزیر کے فوائد بھی ہیں اور نقصانات بھی ۔ ہم نے اپنے مقالہ میں دونوں کا موازنہ کر کے دونوں کو الگ الگ بیان کیا ہے اور ہمارا ہدف اسی بات پر تھا کہ معاشرتی زندگی پر اس کے اثرات بہت نقصان دہ ہیں۔

التعزیر بالحبس کا مفہوم

التعزیر بالحبس، دو کلموں سے مرکب ہے۔ایک "التعزیر" اور دوسرا "الحبس" ہر دو کے علی الانفراد لغوی اور اصطلاحی مفاہیم ہیں۔ اولا "التعزیر" کے لغوی و اصطلاحی اور مابعد "الحبس" کے مفاہیم کو بیان کیا جاتا ہے اور بعد ازاں "التعزیر بالحبس" ہر دو مرکب کلمات جو ایک فقہی اصطلاح کے طور پر سامنے آئے ہیں کے اصطلاحی مفہوم کو ذکر کیا جائے گا۔

تعزیر کا لغوی مفہوم

تعزیر، لغوی طور پر کسی کام کے کرنے سے منع کرنا،لوٹانا،ادب سکھانا،توقیر وعظمت اور ضرب شدید کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔عَزَرَ يَعْزِرَ عَزْرًا وَ عَزَرَه:ردَّه، وَالعَزْرُ:المنع[1] تعزیر باب ضرباً سے ہو یاباب تفعیل سے،اس کا منع روکنا ہے۔ العَزْرُفی اللغة:الرَّدُ وَالمَنعُ [2] و اصل التعزير :التاَديب و لهذا سمى الضرب دون الحد تعزيراً انما هو ادب[3]تعزیر ،اصل میں تاَدیب کے معنی میں ہے ۔وہ ضرب جو حد نہ ہے تعزیر کا نام دیا گیا ہے کیونکہ وہ ادب سکھانے کے لیے ہے ۔ التعزير:التاديب و منه سمى الضرب دون الحد تعزيراً و عزت الحمار او قدته[4]تعزیر کا معنی تاَدیب ہے۔اسی سے وہ ضرب مراد ہے جو حد نہ ہے اور عزّت الحمار سے مراد میں نے گدھے کو زور دار ضرب ماری ہے۔ عزَّرت فلانا اى ادبته انما تاويله فعلت به ما يردعه عن القبيح[5]عزرت فلانا، سے مراد میں نے اسے ادب سکھایا،اس کی یہ تاویل ہے کہ اس کے ساتھ میں نے ہر وہ عمل کیا جسے وہ برے کام کے کرنے سے منع ہو گیا ہے۔ والتعزير :ضرب دون الحد او هو اشد ضرب[6]تعزیر،ایسی ضرب کو کہتے ہیں جو حد کے طور پر نہ لگائی گئی ہو یا اس سے مراد ضرب شدید ہے ۔عزَر:التعزير، التعظيم و التوقير[7]عزر اور تعزیر کا معنی، تعظیم اور توقیر کرنا ہے۔

تعزیر کا اصطلاحی مفہوم

تعزیر کے شرعی اور اصطلاحی مفہوم کے دائرہ کار میں اس کے لغوی معانی کے مقصدیت کے حوالہ سے کچھ اثرات پائے جاتے ہیں لیکن اس کے حقیقت شرعیہ اس نوع کا معنی بیان کرتی ہے ،جس سے لغوی مفہوم مستور ہو جاتا ہے اور ایک نوع کی سزا کا مفہوم ظاہر ہونا پایا جاتا ہے۔ یہ سزا کا مفہوم ہی لغوی اور اصطلاحی مفاہیم کے مابین حد فاصل ہے۔ فاما التعزير فارتكاب جناية ليس لها حد مقدر فى الشرع سواء كانت الجنايه على حق الله تعالىٰ كترك الصلوة و الصوم و غير ذالک او على حق العبد بان اذى مسلما بغيرحق[8]

شریعت اسلامیہ میں، تعزیر اس نوع کے جرم کے ارتکاب، جس میں حد مقرر و متعین نہ ہے کی سزا سے عبارت ہے، برابر ہے کہ وہ جرم اللہ تعالیٰ کے حق سے متعلق ہے جیسا کہ نماز اور روزہ کا ترک کرنا اور اس جیسے دیگر عبادت سے متعلقہ امور یا وہ جرم بندے کے حق سے متعلق ہے جیسا کہ ایک مسلمان کو کسی حق کے اذیت دینا، شامل ہیں۔

حبس کا لغوی مفہوم

حبس، بھی بعض معانی میں "تعزیر" کے متر ادفات میں سے ہے اور بعض اسے الگ نوع میں شمار کرتے ہیں، من جملہ "حبس کے معانی میں، روکنا اور وقف کرنے کا مفہوم شامل ہے۔الحبس:المنع والامساک و ھو ضدالتخلیۃ[9] حبس لغوی طور پر، منع کرنے اور روک لینے سے عبارت ہے اور یہ تخلیہ کی ضد ہے۔الحبس:الوقف، وکل شئ وقفہ صاحبہ من نخل او کرم او غیرھا[10] حبس کا مفہوم، وقف ہے۔ ہر وہ چیز جسے اس کا مالک باغ یا انگور کی بیل میں سے کوئی وقف کرے تو اسے، حبس سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

التعزیر بالحبس کا اصطلاحی اور شرعی مفہوم

تعزیر بالحبس ایک نوع کی قانونی اصطلاح ہے گو ان کے لغوی مفاہیم اور اصطلاحی مفاہیم میں بڑی حد تک مطابقت و مماثلت پائی جاتی ہے لیکن اس کے باوجود ان کے قانونی، اصطلاحی اور شرعی معنی کی تفہیم ان کے لغوی مفاہیم پر منحصر نہ ہے۔ متقدمین فقہائے کرام میں سے وہ فقہائے کرام جنہوں نے التعزیر بالحبس یا التعزیر کی شرعی تعریف کی ہے وہ محدود چند ہیں، البتہ انہوں نے اس نوع کے موضوع کو اور اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کی ہے۔اس مرحلہ پر صرف التعزیر بالحبس کی شرعی تعریف ہی کو بیان کرنا مقصود ہے۔ھو الجزاء المقرر علی الشخص لعصیانہ امر الشارع بتعویقہ و منعہ من التصرف بنفسہ حساً او معنی لمصلحۃ الجماعۃ او الفرد اصلاحاً او تادیباً[11]

متعین سزائے قید کسی جانی کو امر شارع کی نافرمانی پر اسے روکنا اور ذاتی تصرف کرنے سے منع کرنا ہے، خواہ کسی مخصوص مکان میں روکا جائے یا معنوی طور پر، اسے جماعت کی مصلحت مقصود ہو یا فرد کی، جانی کی اصلاح کے لیے روکا جائے یا اسے ادب سکھانے کے لیے۔امضاء حکم بالسجن علی وجہ الردع و التقویم بعد ثبوت التھمۃ والبینۃ[12] تعزیر بالحبس، ثبوت تہمت اور بینہ کے بعد مجرم کو جرم سے روکنے اور اصلاح کی خاطر سزائے قید کے حکم کی تنفیذ سے عبارت ہے۔

التعزیر بالحبس (سزائے قید) کی جوازیت

جمہور فقہائے کرام تعزیراً، دی جانے والی سزائے قید کی مشروعیت اور جوازیت کے قائل ہیں۔ ان فقہائے کرام کے نزدیک سزائے قید کی جوازیت کے مانع کوئی شرعی امر نہ ہے بلکہ سزائے قید بذات خود ایک نوع کی شرعی سزا ہے۔ سزائے قید کی جوازیت پر قرآن حدیث، اجماع کے علاوہ عقلی دلائل بھی موجود ہیں۔ جن سے سزائے قید کی مشروعیت اور جوازیت ثابت ہوتی ہے۔

التعزیر بالحبس (سزائے قید) کی جوازیت پر قرآن حکیم سے دلائل

جمہور فقہائے کرام نے سزائے قید کی جوازیت کے موقف پر قرآن حکیم سے دلائل قائم کیے ہیں۔ ان کے نزدیک قرآن حکیم میں متعدد آیات ایسی ہیں، جو سزائے قید کی جوازیت پر دلالت کرتی ہیں۔ صرف بطور دلیل وحجت صرف دو آیات مبارکہ کو پیش کرنے پر ہی اکتفا کیا جانے سے مقصود پورا ہونا جاتا ہے ۔ آیت نمبر1: [وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْھُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىھُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَھُنَّ سَبِيْلًا][13] : اور تمہاری عورتوں میں جو بدکاری کریں ان پر خاص اپنے میں کے چار مردوں کی گواہی لو۔ پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھر میں بند رکھو یہاں تک کہ انہیں موت اٹھالے یا اللہ ان کی کچھ راہ نکالے۔

صدر اسلام میں عورت پر زنا کے الزام کی صورت، ثبوت الزام کی خاطر چار مرد گواہان کی شہادت کے بعد جرم زنا ثابت ہونے پر بطور، زنا کی سزا کے گھر میں اس کے مرنے تک، قید میں رکھا جاتا تھا۔ یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی دوسری سبیل یعنی راہ نہ نکال لے۔ راہ نکالنے سے قبل یہی سزا تھی اور یہ سزا، قید کی سزا تھی۔ ی آیت سزائے قید پر حجت ہے مرتکبات جنایت کی تعداد کم تھی، اس لیے انہیں گھروں میں محبوس رکھا جاتا تھا اور جب تعداد زیادہ ہو گئی تو ان کے لیے جیل بنائی گئی۔ امر الله تعالیٰ بامساکھن فی الیبیوت وحبسھن فیھا فی صدر الاسلام،قبل ان تکثر الجناة،فلما کثر الجناة وخشی فوتھم،اتخذ لھم السجن[14]

اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو گھروں میں روکنے اور قید کرنے کا، مجرمین کے کثیر و زیادہ ہونے سے قبل، ابتداء اسلام میں حکم دیا تھا لیکن جب مجرمین کی تعداد زیادہ ہو گئی اور ان کے فوت ہونے کا خدشہ بڑھ گیا تو ان کے لیے جیل بنائی گئی۔ [اِنَّمَا جَزَاؤُالَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِیْ الْاَرْضِ فَسَاداً اَنْ یُقَتَّلُوا اَوْ یُصَلَّبُوْا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْھِمْ وَ اَرْجُلُھُمْ مِّنْ خِلٰفٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنْ الْاَرْضِ ذٰلِکَ لَھُمْ خِزْیٌ فِیْ الدُّنْیاَ وَلَھُمْ فِیْ الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ][15] وہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے ہیں، ان کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کیے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاوں کاٹے جائیں، یہ دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب .فقہائے احناف اور ایک روایت کے مطابق فقہائے مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک "النفی" سے مراد حبس یعنی تعزیری طور پر سزائے قید دینا ہے۔ فقہائے شافعیہ اور ایک روایت کے مطابق فقہائے مالکیہ کے نزدیک "النفی" سے مراد محاربین کو طلب کرنا اور پکڑ لینا ہے تاکہ وہ امام کے خوف سے بھاگ نہ جائیں۔ فقہائے حنابلہ کی یک روایت اور اہل ظواہر کے نزدیک "لنفی" سے مراد، جانی کو ملک و شہر سے نکالنا ہے اور فقہائے حنابلہ اور شوافعہ کی ایک جماعت کے نزدیک "النفی" سے مراد سزائے تعزیر دینا ہے تاکہ وہ توبہ کر لیں۔[16]

التعزیر بالحبس (سزائے قید) کی جوازیت پر حدیث نبویہ سے استدلال

سزائے قید کی جوازیت پر متعدد احادیث طیبہ موجود ہیں، جملہ کو بیان کرنا مقصود نہ ہے بلکہ موضوع زیر نظر پر حدیث سے حجیت بیان کرنا مطلوب ہے اور اس سلسلہ میں دو کس احادیث کو بیان کرنے سے مقصود پورا ہو جاتا ہے۔ (رُوِیَ عَن اِلنبی ﷺ اِنہ قال :اِذَا اَمسَکَ الرجلُ ،الرجلَ، وَ قَتَلَہ الاخرُ،فَیَقْتَلُ الذَّی قَتَلَ و یُحبَسُ الذی اَمَسَکَ)[17] آپ ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ،جب کسی آدمی (ملزم) نے کسی آدمی (مقتول) کو روکے / پکڑے رکھا اور دوسرے نے اسے قتل کیا۔ پس دوسرے کو قتل کیا جائے گا اور پکڑنے اور روکنے والے کو سزائے قید دی جائے گی۔ (اَنَّ النبی ﷺ حبَس رجلاً فی تُھمَۃٍ ثمّ خُلّی عَنہُ)[18] آپ ﷺ نے ایک ملزم کو کسی تہمت میں گرفتار کیا پھر (عدم ثبوت کی بنا پر) اسے مخلصی دی.

التعزیر بالحبس (سزائے قید) کی جوازیت پر اجماع صحابہ اور اجماع امت سے دلیل

سزائے قید کی جوازیت اور مشروعیت پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم اور امت کا اجماع ہے۔ خلفاء راشدین کی جانب سے مجرمین کو متعدد نوع کے جرائم میں سزائے قید دی جانے کا ثبوت موجود ہے۔ اس نسبت کوئی ایک دو واقعات نہ ہیں بلکہ کثیر

واقعات اسلامی ذخیرہ کتب و آثار کے صفحات کی زینت ہیں۔والحبس یصلح للعقوبة ذکرہ فی کتاب القضاء و جعله من جملته و هو مشروع بالکتاب و السنة و الاجماع[19]
قید، سزاء بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔اسی لیے مصنف نے کتاب القضاء میں بیان کیا ہے اور اسے سزاء ہی کے تحت شمار کیا ہے۔سزائے قید کی مشروعیت کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اور اجماع صحابہ رضوان اللہ اجمعین سے ثابت ہے۔قضی فی رجل فر من رجل یرید قتله، فامسکه له آخر، حتی ادرکه فقتله، و یقربه رجل ینظر الیهما، و هو یقدر علی تخلیصه، فوقف ینظر الیه حتی قتله۔فقضی ان یقتل القاتل، ویحبس الممسک حتی یموت و تفقأ عین الناظر الذی وقف ینظر[20] حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کے قتل میں فیصلہ کیا جو اس شخص سے بھاگ رہا تھا، جو اسے قتل کرنے کا خواہاں تھا۔اس (مقتول) کو ایک دوسرے شخص نے پکڑ لیا یہاں تک کہ وہ پہنچ آیا اور اسے قتل کر دیا۔اس وقوعہ کے نزدیک ایک اور آدمی تھا جو ان دونوں کو (قتل کرتے ہوئے) دیکھ رہا تھا اور وہ اس حالت میں بھی تھا کہ اسے (مقتول کو) بچا سکے، یہاں تک کہ اس نے اس سے قتل کر دیا۔آپ نے قاتل کو (قصاصا) قتل کرنے کا اور پکڑنے والے کو سزائے قید (عمر قید) یہاں تک کہ وہ مر جائے اور جو وہاں کھڑا دیکھ رہا تھا، اس کی آنکھ پھوڑ دینے کا فیصلہ کیا تھا۔

سزائے قید کی جوازیت پر عقلی دلیل

جرائم کی روک تھام کرنا عقلی انسانی کے مقتضیات میں سے ایک تقاضا بھی ہے۔یہ تقاضا جوازیت مہیا کرتا ہے۔ان کان الحق بدنیا لا یقبل البدل کالحدود و القصاص و لم یتفق استفاء ہ معجلا لم یکن فیه الا التوثق بسجنه و لاجل هذه الحکمة شرع السجن[21]
اگر حق جسمانی ہے اور وہ بدل کو قبول نہ کرتا ہے، جس طرح کہ حدود و قصاص اور جس کا جلدی پورا ہونا بھی ممکن نہ ہو تو اس نوع میں سزائے قید پر ہی اعتماد کیا جائے گا۔اسی حکمت و دانش کے پیش نظر سزائے قید کو مشروع کیا گیا ہے۔

التعزیر بالحبس (سزائے قید) کے مقاصد

ہر فعل و عمل کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے۔اس ضمن میں "التعزیر بالحبس" کے مقاصد کو دیکھا جائے تو وہ وسعت پزیر ہیں جن میں سے چند اہم اس طور سے ہیں۔

امن وامان کی بحالی

سزائے قید کے مقاصد میں سے ایک امن و امان کی بحالی بھی ہے۔امن و امان کی صورت حال باقی رکھنے کے لیے سزائے قید کو بھی مشروع کیا گیا ہے بصورت دیگر ملک و اقوام کے مابین انتشار و افتراق واقع ہو جاتا ہے اور فساد بپا ہو جاتا ہے۔ان الحبس وقع فی زمن النبوة، و فی ایام الصحابة و التابعین فمن بعد هم الی الان ، فی جمیع الاعصار و الامصار، من دون انکار، و فیه مصالح ما لایخفی، لو لم یکن منها الا حفظ اہل الجرائم المنتهکین للمحارم، الذین یسعون فی الاضرار بالمسلمین و یتعادون ذلک ، و یعرف من اخلاقهم و لم یرتکبو ا ما یوجب حداً و لا قصاصاً حتی یقام علیهم فیراح منهم العباد والبلاد، فهولاء ان ترکوا و خلی بینهم و بین المسلمین بلغوا من الاضرار بهم الی کل غایة و ان ان سفک دماءهم بدون حقا فلم یبق الا حفظهم فی السجن و الحیلولة بینهم و بین الناس بذالک حتی تصح منهم التوبة او یقضی اللہ فی شانهم ما یختارہ و قد امرنا للہ تعالی

بالامر بالمعروف و النهی عن المنکر و القیام بهما فی حق من کان کذالک لایمکن بدون الحیلولة بینه و بین الناس بالحبس[22]

سزائے قید آپ ﷺ، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے بعد آج تک تمام زمانوں اور شہروں میں بغیر کسی انکار کے، دی جاتی رہی ہے۔ اس کے اندر مصالح موجود ہیں جن سے انکار نہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو باعزت افراد کی عزتیں ان مجرمین سے محفوظ نہ ہوتی، جو مسلمانوں کے لیے نقصان کی سعی کرتے اور اس بناپر وہ تعدی کرتے، وہ اپنے ان عادات کی بناپر پہچانے جاتے۔ گرچہ وہ اس نوع کے جرائم کا ارتکاب نہ بھی کریں جو حد و قصاص کا موجب نہ بھی ہوں تو تب بھی، لوگوں اور اہل شہر کو محفوظ بنانے اور سکون دینے کے لیے، انہیں سزائے دی جائے گی۔ ان تمام مرتکبین جرائم کو اگر چھوڑ دیا جائے اور مسلمین اور ان کے مابین راستہ خالی رکھا جائے تو یہ نقصانات کرنے میں انتہاء تک پہنچ جائیں۔ ان لوگوں کا خون بہانا جائز نہیں ہے تو انہیں جیل میں بند ہی کیا جائے گا۔ ان (مجرمین) اور لوگوں کے مابین رکاوٹ ضروری ہے تاکہ یہ توبہ کر سکیں۔ یا اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں وہ فیصلہ کرے جو وہ چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دے رکھا ہے اور ہر دو کی رعائیت اور قیام کا اس نوع کے لوگوں کے لیے حق رکھا ہے جو ان لوگوں اور اللہ کے بندوں کے مابین رکاوٹ رکھنے ہی قید کرنے کی ہی صورت سے ممکن ہے۔

مصلحت عامہ

سزائے قید کے مقاصد میں سے ایک مصلحت عامہ بھی ہے۔ لوگوں کو اس کے ذریعہ جرائم سے روکا جاتا ہے۔ ان فيه امن للبلاد و مصلحة للعباد فان ایقاف المجرم و حبسه یمنع شره عن الناس فلا یصل الی الیهم[23] اس میں (سزائے قید میں) ملکوں کا امن اور لوگوں کی مصلحت ہے۔ مجرم کو جیل میں ڈالنا اور قید میں رکھنے سے لوگوں کو ان کے شر سے محفوظ بنانا ہے تاکہ یہ ان تک نہ ان افراد کی لوگوں تک رسائی نہ ہو سکے۔

مدعی کو انصاف کی فراہمی

سزائے قید کسی جرم کے ارتکاب پر دی جاتی ہے۔ مجرم کے ارتکاب جرم کا تعلق حقوق اللہ سے یا حقوق العباد سے ہو گا۔ جرم کا تعلق حقوق اللہ سے ہے یا حقوق العباد سے، ہر دو صورتوں میں مقدمہ کا کوئی نہ کوئی مدعی و مستغیث ہو گا اور مقدمہ ہر دو صورتوں میں کسی نہ کسی کی مدعیت میں ہی دائر ہو گا۔ جس کی مدعیت میں مقدمہ دائر ہو گا، وہ خود یا اس کے ورثاء عدالت سے انصاف کے طالب ہوتے ہیں۔ مدعی عدالت سے انصاف طلب کرتا ہے اور عدالت انہیں انصاف فراہم کرتی اور دادرسی دیتی ہے۔ جہاں بھی تعزیر کا تعلق حقوق العباد کے ساتھ ہے وہاں مستغیث یا مدعی عدالت سے دادرسی اور انصاف براہ راست طلب کر سکتا ہے اور جب مستغیث و مدعی عدالت سے انصاف طلب کرے اور مجرم کو سزائے قانونی دلوانے کا خواہاں ہو تو عدالت از خود اسے معاف نہ کر سکتی ہے۔ اما التعزیر الذی یجب حقا لافراد، فان لصاحب الحق فیه ان یترکه بالعفو او بغیره، و هو یتوقف علی رفع الدعوی الی القضاء، ولکن اذا طلبه صاحبه لا یکون الولی الامر فیه عفو ولا شفاعة و لا اسقاط[24]

وہ تعزیر جو بندوں کے حقوق سے متعلقہ ہیں، تو ان میں صاحب حق کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ معافی یا بغیر معافی کے ذریعہ اسے ترک کر دے یا قاضی کی عدالت میں مقدمہ لے جانے سے رک جائے، لیکن جب اس کا مستغیث مقدمہ میں سزاء (قانونی) کو طلب کرے تو حاکم وقت یا عدالت کو اس میں معاف کرنے، شفاعت کرنے اور (مقدمہ) ختم کرنے کا اختیار نہ ہے۔

التعزیر بالحبس (سزائے قید) سزائے قید کے عبادات سے متعلقہ مفاسد

سزائے قید کے مفاسد کا دائرہ کار وسیع بیان کیا گیا ہے اور معترضین نے اس نسبت پر پہلو سے معاملہ کو آٹھایا ہے۔ عبادات سے متعلقہ سزائے قید کے مفاسد میں عمومی طور پر نماز با جماعت کی عدم ادائیگی، نماز جمعہ و عیدین کی عدم ادائیگی اور نماز جنازہ اور فریضہ حج کی عدم ادائیگی جیسے امور کو زیر موضوع بنایا گیا ہے۔ سزائے قید کے مجرم کو نماز با جماعت پڑھنے کا موقع میسر نہیں ہوتا اور یہ امر ایک نوع کا سزائے قید کا منفی اثر اور اس کے مفاسد میں ہے۔ فقہائے کرام میں میں سے ایک طبقہ کی یہ رائے ہے ولا تخرج جماعۃ[25] جماعت کے لیے (سزائے قید کا مجرم) نہیں نکل سکتا۔ سزائے قید اس نوع کی سزا ہے، جس میں مجرم کی آزادی سلب ہوتی ہے۔ مجرم اپنی مرضی سے کہیں بھی منتقل نہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس نوع کے افعال سر انجام دے سکتا ہے جو شریعت اسلامیہ کی جانب سے وجوب یا فرض کفایہ یا فرض اور سنت موکدہ کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان امور میں سے ایک نماز با جماعت کی عدم ادائیگی ہے۔ سزائے قید کا مجرم نماز جمعہ جیسے فریضہ کو ادا کرنے سے قاصر ہے۔ سزائے قید کا مجرم جب نماز با جماعت پڑھنے کے لیے نہیں نکل سکتا تو اس صورت حال میں وہ نماز جمعہ کو بھی ادا کرنے نہ نکل سکتا ہے۔ نماز جمعہ انتہائی اہم عبادت ہے جو فرض ہے۔ جب ایک قیدی فرض نماز کو ادا نہ کر سکتا ہے تو اس نوع کی سزاء بھی شرعی نہ ہو سکتی ہے۔ ہر وہ عمل جو شرعی عمل کی تکمیل کے مانع ہو گا، وہ بھی شرعی نہ ہو سکتا ہے۔ ولا تخرج لجمعۃ ولا لجماعۃ[26] سزائے قید کے محبوس مجر میں کو نہ ہی جمعہ کی ادائیگی کے لیے نکالا جائے گا اور نہ ہی نماز با جماعت اادا کرنے کے لیے نکالا جائے گا۔

عیدین کی ادائیگی بھی ایک نوع کا فریضہ ہے جو وجوب کا درجہ رکھتا ہے۔ دیگر عبادات کی طرح اس عبادت کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ یہ عبادت بھی ہے اور خوشی کا تہوار بھی ہے۔ سال میں دو مواقع پر اس فریضہ کو ادا کیا جاتا ہے۔ رمضان کے روزوں کی تکمیل پر اور دوسرا دس ذی الحجہ کے دن اس فریضہ کی ادائیگی عمل میں لائی جاتی ہے۔ سزائے قید کے مقاصد میں ایک مقصد مجرم کو معاشرہ سے الگ رکھنا ہے تاکہ اس کا دل عبرت حاصل کرے اور اس نوع کے فریضہ کے لیے اگر اجازت دے دی جائے تو سزائے قید کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اس لیے سزائے قید کے قیدی کو نہ ہی نماز جمعہ کی ادئیگی کے لیے موقع دیا جائے گا اور نہ ہی اسے نماز عید کی ادئیگی کی اجازت حاصل ہو گی۔

قیدی کو نہ ہی نماز جمعہ کی ادئیگی کے لیے موقع دیا جائے گا اور نہ ہی اسے نماز عید کی ادئیگی کی اجازت حاصل ہو گی۔ ولا یخرج المحبوس بجمعۃ ولا عید[27] محبوس (سزائے قید کے مجرم) کو جمعہ، نماز عید اور حج کی ادائیگی کے لیے نہیں نکالا جائے گا۔

نماز جنازہ بھی ایک نوع کی شرعی عبادت ہے۔ یہ فرض کفایہ کا درجہ رکھتی ہے۔ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان پر یہ حق ہے کہ اس کے فوت ہونے پر وہ اس کی نماز جنازہ ادا کرے۔ سزائے قید کے محبوس مجرم کو ایک سلمان بھائی کے نماز جنازہ میں شامل ہونے کی اجازت ہے یا کہ نہیں، اس نسبت فقہائے کرام کے متعدد موقف ہیں، جن میں سے ایک موقف یہ ہے کہ اس نوع کے مجرم کو کسی بھی صورت میں نماز جنازہ میں شامل ہونے کی اجازت حاصل نہ ہو گی۔ نماز جنازہ کسی قریبی رشتہ دار کا ہو یا کہ کسی بعیدی رشتہ دار کا ہو یا کسی کا بھی ہو، مجرم کو جیل سے اس نسبت نہیں نکالا جائے گا۔ یہی امر

سزائے قید کے سلبی اثرات میں شامل کیا گیا ہے۔ولا جنازة قریب او بعید لان الواجب ان یحبس علی وجہ لایخلص بعد زمان.[28] محبوس (سزائے قید کے مجرم کو) نماز جنازہ کی ادائیگی کے لیے جیل سے نہیں نکالا جائے گا خواہ جنازہ کسی قریبی فرد کا ہو یا بعیدی فرد کا، اس نسبت ضروری ہے کہ اسے اس مدت تک قید رکھا جائے جس میں خلاصی جز وقتی نہ ہو سکے۔

حج بھی عبادات میں سے اہم عبادت ہے اور ان بنیادی فرائض میں چوتھے نمبر میں شامل ہے جو دین اسلام کے ستون ہیں۔حج چند قیود و شروط کے ساتھ ایک مسلمان پر فرض ہے۔ان حدود و قیود اور شرائط کی موجودگی میں یہ فریضہ ایک مسلمان پر زندگی میں ایک ہی مرتبہ ادا کرنا لازم ہے۔

سزائے قید کا محبوس مجرم اگرچہ ان شرائط اور حدود و قیود کو پورا بھی کرتا ہو تو وہ یہ فریضہ ادا نہیں کر سکتا۔ سزائے قید اس فریضہ کی ادئیگی کے مانع ہے۔دیگر فرائض کی طرح اس فریضہ کی ادائیگی کے حوالہ سے بھی سزائے قید کے محبوس مجرم کو حج کی اجازت حاصل نہ ہے ولا یخرج لجمعۃ ولا جماعۃ ولا لحج[29] سزائے قید کے مجرم کو نماز جمعہ، نماز باجماعت کی ادائیگی اور حج کی ادائیگی کے لیے نہیں نکالا جائے گا۔

فقہائے کرام کی متذکرہ عبارات کی روشنی میں بعض اہل علم کا نقطہ نظر یہ قائم ہوا ہے کہ سزائے قید اپنے اندر اس نوع کے مفاسد منفی اثرات کی حامل ہے اور یہ منفی اثرات سزائے قید دی جانے کے منافی ہیں۔

التعزیر بالحبس (سزائے قید) کے معیشت و اخلاقیات سے متعلقہ مفاسد

معیشت سے متعلقہ سزائے قید کے مفاسد میں تین امور کو شامل کیا گیا ہے جن میں سے خزانہ سرکار پو بوجھ، مجرم کے ذریعہ آمدن میں انقطاع اور مجرم کے اہل و عیال پر معاشی ذمہ داریوں کا بڑھ جانا شامل ہے۔سزائے قید کے منفی اثرات میں سے ایک اثر، اس کا معیشت پر بھی پڑھتا ہے۔سزائے قید کے معیشت سے متعلقہ منفی اثرات وسعت پذیر ہیں۔اسے صرف فرد کی معیشت تباہ و برباد نہیں ہوتی بلکہ پورا خاندان متاثر ہوتا ہے۔اس نوع کی معاشی تباہی و بربادی کا دائرہ کار انفرادی نہ ہے بلکہ اجتماعی بھی ہے۔قومی نہ ہے بلکہ ملکی بھی ہے۔رعایا کا نہ ہے بلکہ حکومت کی سطح کا بھی ہے اور خزانہ عامرہ پر اس کا بوجھ دیگر کی نسبت زیادہ ہے۔سزائے قید کے قیدی پر اٹھنے والے جملہ اخراجات حکومت وقت برداشت کرتی ہے۔ان کا کھانا، وردی ولباس، علاج اور معالجہ اور اس نسبت دیگر متعلقہ اخراجات حکومت کی ذمہ داری میں شامل ہیں۔حکومت کے بجٹ سے ایک کثیر رقم ان کے حصہ میں آتی ہے جسے قومی خزانہ پر ایک نوع کا غیر ضروری بوجھ تصور کیا گیا ہے اور سزائے قید کے مفاسد اور نقصانات میں اس نوع کا نقصان صف اول میں ظاہر کر رکھا ہے۔ووضعهم في السجون يستلزم نفقة عظيمة توخذ من بيت المال لانفاق عليهم ،و على السجون و،واصلاحها و صيانتها،وهذا يضر طبعا بمصلحة خزانة الدولة ولا سيماء ان عدد السجناء يزيد عام بعد عام[30] قیدیوں کو جیل میں رکھنا ایک عظیم اخراجات کو مستلزم ہے جس کی ادائیگی ان پر، جیلوں اور ان کی حفاظت پر خرچ کرنے کے لیے بت المال سے کی جاتی ہے۔یہ اس نوع کا ملکی خزانہ پر طبعی نقصان ہے بالخصوص جب کہ ہر سال قیدیوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

بعض فقہائے کرام نے تو اس نسبت بڑے ناصحانہ انداز سے ہماری توجہ مبذول کروائی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سزائے قید کے قیدی پر اٹھنے والے اخراجات کا نقصان کسی قوم یا ملک کے لیے نہیں ہے بلکہ ایک پوری امت کا نقصان ہے۔

هل فكرتم بالنفقات الباهظة التى تكفلها السجون في الدولة انها ليست فقط نفقات البناء و الطعام السجناء۔انها ايضا مشكلات الحراسة،ان هذا العدد الضخم من الضباط و الجنود الذين يتناوبون حراستهم ليلاً و نهاراً،و هذا يكلف الدولة عظيما من النفقات وليته في شئ له طائل و مردد[31] کیا آپ لوگوں نے ان کثیر اخراجات کی بابت سوچ و بچار کی ہے جو ملک میں قیدیوں کی کفالت پر خرچ کیے جاتے ہیں۔ یہ اخراجات صرف جیل کی تعمیر اور قیدیوں کے کھانے کے نہیں ہیں۔ یہ ان کی حفاظت کی نسبت مشکلات سے متعلقہ یہ بڑی تعداد انضباط اور سپاہی کی ہے جو مسلسل، دن رات ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس طرح ایک ملک کثیر رقم سے ان کی کفالت کرتا ہے اور ان کی اس کام میں مدد کرتا ہے جو مردود ہے۔

اس نوع کا مجرم جہاں ان اپنے اہل و عیال کے نان و نفقہ کی ادائیگی جیسے اہم فریضہ سے محروم رہتا ہے وہاں اہل و عیال بھی معاشی مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں۔ مجرم جب بند حوالات جیل ہوتا ہے تو اگر وہ ملازم ہے تو اس کو ملازمت سے معطل کر دیا جاتا ہے جس سے اس کا روزگار ختم ہو جاتا ہے اور تنخواہ نہیں ملتی اور اگر وہ ملازم نہیں تو تب بھی جو اس کا روزگار ہے وہ منقطع ہو جاتا ہے۔ دور حاضر کے علماء فقہ و قانون نے تو اس نوع کی قید کے مفاسد اور منفی اثرات میں مجرم کے ذریعہ روزگار کے منقطع ہونے کو ایک نوع کے جدید اقتصادی فتنہ سے بھی تعبیر کیا ہے۔ثم اننا نحجب السجناء عن العمل الذى كانوا يعملونه خارج اسوار السجن و هذا فساد اقتصادى جديد[32] ہم (سزائے قید کی صورت میں) قیدیوں کو اس کام (روزگار) سے روک لیتے ہیں جو جیل کی دیواروں میں بند ہونے سے قبل کیا کرتے تھے اور یہ ایک نوع کا جدید اقتصادی فتنہ و فساد ہے. ایک طرف مجرم خود ایک نوع کی سزا میں مبتلاء ہے اور دوسری طرف اس کے اہل خانہ دیگر مصائب کے ہمراہ معیشت سے متعلقہ اہم اور بنیادی مصیبت کا شکار ہیں جن سے عہدہ براء ہونا ان کے لیے انتہائی مشکل کام ہے۔ مجرم کے اہل و عیال یکے بعد دیگرے اور گوناں گو مصائب کے حامل ہوتے جاتے ہیں، جن سے چھٹکارا مجرم کے جیل سے باہر آنے کے بعد ہی ہونے کا مقاضی ہے۔اذا كان السجناء يلاقون الموت البطئ الذل و الكبت في السجون كان وراء كل منهم أسرة تتعرض للمهانة الاجتماعية و الضياع و فقد العائل ،فما ذا تفعل زوجته يغيب عنها زوجها عشر سنوات مثلاً و العجب ان القوانين لا تفرض مثلا لأسر السجناء ما يحميهم ذل الفقر و الحاجة بل تكتفى بالقاء السجن في الظلمات تاركة اهله و اولاده خارجا يلاقون مصيرا يكون أحياناً اظلم من مصيره.[33] جب قیدی جیل میں سست موت ،ذلت اور رسوائی سے ملتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک کے پیچھے ان کا خاندان بھی ہے جو اجتماعی ذلت، نقصانات اور اولاد کی تباہی سے گزر رہا ہوتا ہے۔ مثلاً وہ بیوی کیا کرے جس کا خاوند اسے دس سال تک غائب رہا ہو؟ کتنی تعجب کی بات ہے قوانین میں یہ امور فرض ہی نہیں کیے جاتے مثلاً قیدیوں کے خاندان کو فقر کی ذلت اور ضروریات سے کون بچائے گا، بلکہ اتنا ہی کافی ہے کہ انہیں جیل کے اندھیروں میں ڈال دیا جائے اور اس کے باہر ان کی اولاد کو اور اہل خانہ کو چھوڑ دیا جائے اور بسا اوقات اس انجام کار سے دوچار ہوں جو قیدی کے بڑا ظلم ہے۔

سزائے قید کا قیدیوں کی زندگی پر انتہائی منفی اثر پڑتا ہے جو ان کے اخلاقی بگاڑ کا سبب بنتا ہے جن میں، قیدیوں کے ساتھ امتیازی سلوک، غیر فطری جنس پرستی، ان کے مابین فسادات کا واقع ہونا اور جرائم میں اضافہ ہونا بھی شامل ہے۔ سزائے قید کے مجرمین متعدد جرائم میں بند حوالات جیل ہوتے ہیں اور ہر قیدی کا مقام و مرتبہ ،خاندانی وجاہت اور ایک مخصوص پس منظر ہوتا

ہے۔کچھ قیدی تو انتہائی امیر لوگوں کی اولاد میں سے ہوتے ہیں۔کچھ جسمانی صحت کے حامل ہوتے ہیں۔ بعض مضبوط اعضاء و اعصاب کے مالک ہوتے ہیں اور بعض کا پس منظر انتہائی مجرمانہ ہوتا ہے لیکن بعض انتہائی شریف النفس، غریب و نادار ہوتے ہیں۔ جیل میں نگران جیل قیدیوں کے مقام و مرتبہ کے مطابق سلوک کرتا ہے:

من المجرمين ن يغادر السجن ليعيش عالة على الجماعة يشتغل جريمته السابقة لاخافة الناس و ارهابهم و ابتزاز اموالهم و يعيش على هذا السلطان و هذا المال المحرم دون ان يفكر فى حياة العمل الشريف و الكسب الحلال،ولقد اصبح سلطان هولاء المجرمين على ا لسكان الامنين يزاحم سلطان الحكومات بل اصبح المجرمون فى الواقع اصحاب الكلمة النافذة،الامر المطاع[34] بعض مجرمین جیل میں غارت گری کرتے ہیں تاکہ وہ ایک جماعت پر غالب زندگی بسر کریں اور سابقہ جرائم میں بھی مشغول رہتے ہیں تاکہ لوگوں کو ڈرائیں اور ان کا مال ہڑپ کر جائیں اور اس غلبہ اور اس مال حرام کے ذریعہ عیش کرتے ہیں ،بغیر کسی شریف عمل اور حلال کی کمائی کی فکر کیے ہوئے،اب تو ان کا غلبہ آمن پسند شہریوں پر بھی ہو گیا ہے جو حکومت کے غلبہ کی کوشش میں ہیں بلکہ در حقیقت مجرمین ہی کا حکم چلتا ہے اور انہی ہی کی اطاعت کی جاتی ہے۔

غیر فطری جنس پرستی کا پایا جانا

سزائے قید کے قیدیوں کے مابین جنسی بے راہ روی عام ہے۔ جیل کے ایک کمرہ میں متعدد مجرمین کو رکھا جاتا ہے تو اس صورت حال میں اس نوع کے جنسی امور کے موقع بھی زیادہ میسر ہوتے ہیں۔ جیل میں جنسی جرائم اپنی انتہاء کو پہنچتے ہیں۔ جن افراد نے جیل کی اور قیدویوں کی زندگی پر تحقیق کی ہے،ان کے نزدیک یہی معاملہ سامنے آیا ہے کہ اس نوع کے جرائم قیدیوں کے مابین اپنی انتہاء کو پہنچے ہوئے ہیں۔وهذه كذالک مشكلة من المشاكل فى السجون ،فاسجناء و خاصة الذين يقضون مددا طويلة ينتشر بينهم الفساد و الشذوذ الجنسى بكل صورتة و اشكاله و العجيب حقا ان القوانين العمياء التى يسجن على الجرائم الخلقية تضطر السجين الى فعل الجرائم الاخلاقية داخل اسوار ها و هذا غاية الفساد والسفه و من يطالع احصائيات الامراض الجنسيه يعلم مدى انتشار هذه الامراض بين السجناء[35] جیل خانہ جات کی مشکلات میں سے ایک مشکل یہ بھی ہے کہ قیدیوں میں بالخصوص وہ قیدی جو طویل سزائے قید کاٹتے ہیں کے مابین فسادات اور غیر فطری جنس پرستی ہر صورت و شکل میں پائی جاتی ہے۔یہ حق بات کہتے ہوئے عجیب محسوس ہوتا ہے کہ اس نسبت قوانین اندھے ہیں جو جنسی جرائم میں سزائے قید دیتے ہیں اور قیدی جیل کی دیواروں کے اندر اس نوع کے فعل کے ارتکاب کرنے پر مجبور بھی ہیں۔یہ امر فساد اور بے وقوفی کی انتہاء ہے۔ جس نے بھی جنسی امراض کے شماریات کا مطالعہ کیا ہے،وہ اس کو جانتا ہے کہ قیدیوں کے مابین اس نوع کا مرض انتہاء کو پہنچا ہوا ہے۔

مجرمین کے مابین فسادات کا واقع ہونا

سزائے قید کے مجرمین کے مابین فسادات واقع ہوتے رہتے ہیں۔ جیل خانہ جات میں ہر نوع کے مجرمین بند ہوتے ہیں۔ان مجرمین میں وہ مجرم بھی ہوتے ہیں جو کسی حادثاتی جرم کی بنا پر سزا یافتہ ہوتے ہیں اور بعض نوع کے عادی مجرمین ہوتے ہیں۔ ہر ایک کے مابین فسادات اور انتشارات کا واقع ہونا لابدی امر ہے۔يجمع السجن بين المجرم المتمرس و بين العادى،كما انه يضم اشخاصا ليسوا مجرمين بمعنى الكلمة،لانهم حبسوا فى جريمة وقعت منهم مصادفة نتيجة

استفزاز و نحوه،او حبسوا فی افعال غیر جسیمة کالمخالفات و شبهها۔و اجماع هولاء جمیعافی مکان واحد،یؤدی الی تفشی عدوی الاجرام بینهم،فیخرج السجین الساذج و قد تشبعت نفسه بالجریمة و اسالیبها [36] جیل میں حادثاتی مجرم اور عادی مجرم ہر دو جمع ہوتے ہیں، جیسا کہ ان کے ساتھ وہ اشخاص بھی مل ابھی دیئے جاتے ہیں جو حقیقتاً مجرمین کے معنی میں نہ ہوتے ہیں کیونکہ وہ ان جرائم میں سزا پائے ہوئے ہوتے ہیں جو اچانک، بے چینی اور اس طرح کے امور میں صادر ہوئے ہوتے ہیں۔ یا معمولی افعال کے نتیجہ میں سزا پائے ہوئے ہوتے ہیں جیسا کہ حک عدولی اور اس کی مثل دیگر افعال۔ ان جملہ مجرمین کا ایک مکان میں جمع ہونا یہ ان کے مابین جرائم کے کی خرابی کے پھیلاؤ تک پہنچاتا ہے۔ مکر و فریب کے حامل قیدی کی صورت میں وہ جیل سے اس حال میں نکلتا ہے اور اس کا نفس جرم اور اس کے اسالیب سے سیر ہو جاتا ہے۔

جرائم میں مزید اضافہ کا سبب

سزائے قید کے مجرمین کو جہاں جرائم کے ارتکاب کی پاداش میں بند جیل کیا جاتا ہے تاکہ ان کی اصلاح ہو سکے یا سزائے قید کی دیگر اغراض اور اس کے مقاصد پورے ہو سکیں وہاں اس کے منفی اثرات میں سے ایک اثر یہ بھی ہے کہ طویل و قصیر مدت کی سزائے قید دینے کے باوجود جرائم کی روک تھام میں کوئی کمی واقع نہ ہو رہی ہے، کمی تو کجا بلکہ روز بروز جرائم کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔فان عقوبة الحبس وضعت اساسا لمحاربة الجریمة و لکن الاحصائیات التی لا تکذب تدل علی عدم جدوی السجن فی مکافحة الجریمة و ان عدد الجرائم یزداد عاما بعد عام.[37] سزائے قید در حقیقت جرائم کے خلاف جنگ کے طور پر وضع کی گئی تھی لیکن اعداد و شماریات اس نسبت جھوٹ پر مبنی نہ ہیں اور دلالت کرتے ہیں کہ جیل خانہ جات کی جانب سے جرائم میں کمی کے حوالہ سے کوئی لسٹ نہ ہے۔ اور جرائم کی تعداد ہر سال بڑھ رہی ہے۔

التعزیر بالحبس (سزائے قید) کے اہل و عیال اور جسمانی و فکری مفاسد

سزائے قید کے بعض اس نوع کے اثرات موجود ہیں جو متعدی نوع کے ہیں اور صرف مجرم کی ذات تک محدود نہیں بلکہ اس کے اہل و عیال کو بھی اپنے ضمن میں لیئے ہوئے ہیں، اس ضمن میں بیوی، بچوں کے نان و نفقہ کی عدم ادائیگی، حقوق زوجیت کا تعطل اور زوجین کے مابین فرقت و طلاق اور جسمانی و فکری مفاسد اہم ہیں۔

بیوی، بچوں کے نان و نفقہ کی عدم ادائیگی

سزائے قید کا قیدی بیوی، بچوں کو نان و نفقہ کی ادائیگی سے قاصر رہتا ہے۔ سزائے قید سے اس کا جہاں روزگار تباہ و برباد ہو جاتا ہے وہاں نان و نفقہ کے اعتبار سے عائلی ذمہ داریوں کی بجا آوری سے وہ قاصر رہتا ہے۔ نان و نفقہ کے حوالہ سے اس کا اس نوع کی ذمہ داری کو پورا کرنے سے قاصر رہنا ہی سزائے قید کے منفی اثرات اور اس کے مفاسد میں شامل ہے۔ سزائے قید کے قیدی کا اپنے اہل و عیال سے دور رہنا ایک نوع کا معاشی فساد ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے نان و نفقہ کی عدم ادائیگی کے باعث اولاد کے لیے اضطراری حالت پیدا کر دیتے ہیں کہ وہ رزق کے نئے مواقع تلاش کریں۔یؤدی ابعاد السجین عن أسرته الی تصدعها و افسادها خلقیا و اجتماعیا و قد یضطر الاولاد و الزوجة الی الانحراف بحثا عن اسباب العیش [38]

قیدی کا اپنے اہل خانہ سے دور رہنا خاندانی افتراق ، اخلاقی و اجتماعی فساد تک پہنچا دیتا ہے۔ بسا اوقات اولاد اور بیوی روزگار کے اسباب کی تلاش کی جانب پھر جاتے ہیں۔

حقوق زوجیت کا تعطل

سزائے قید کے مجرمین دوران قید اُن حقوق سے بھی کنارہ کش کر دیئے جاتے ہیں ، جن کی شریعت اسلامیہ میں اجازت اور مشروعیت ہے۔ ان منقطع حقوق میں سے ایک حق، حقوق زوجیت کی ادائیگی ہے۔ یہ حق خالصتاً شرعی حق ہے لیکن سزائے قید کے قیدی کو اس شرعی حق کی ادائیگی کی اجازت نہ ہے اور نہ ہی اس نوع کے قیدی کے لیے اس نوع کے حق کی ادئیگی کا کوئی اہتمام کیا جاتا ہے یا اہتمام کی اجازت دی جاتی ہے۔ اس امر کو سزائے قید کے منفی اثرات میں شامل کیا گیا ہے۔فان تنفيذ عقوبة السجن يقتضى و ضع عد كبير من الرجال الاصحاء الاقوياء فى مكان واحد عدد مختلفين يمنعون فيها من التمتع بحرياتهم و من الاتصال بزوجاتهم[39] سزائے قید کا نفاذ اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ ایک بہت بڑی تعداد صحت مند اور مضبوط مردوں کی مختلف قیدیوں کے ساتھ ایک ہی جگہ رکھی جائے جو ان کو وہاں ان کی آزادی کے مانع ہے اور ان کی زوجات سے ملنے کے بھی مانع ہے۔

زوجین کے مابین فرقت و طلاق کا واقع ہونا

یہ انتہائی اہم سبب ہے جو مقاصد نکاح کو مستلزم ہے اور اس کی عفت سے وابستہ ہے وہ خواہشات نفسانی کی موجودگی میں اس نوع کا جائز ذریعہ کا نہ ہونا ہے۔ اس سبب کی بنا پر مطالبہ طلاق یا تنسیخ نکاح کا دعوی کرنا اس کا شرعی حق ہے۔ يستجاب للزوجة فى طبها الطلاق من زوجها الغائب عنها بحبس و نحوه لفوات حقها فى الوط ء و السكنى النفسى المقصود من الزواج و الان انكاح شرع لمصلحة الزوجين و هى تتضرر من عدم الاتصال الجنسى الذى يعفها و يبعدها عن الوقوع فى الحرام [40] بیوی کی جانب سے غائب خاوند جس کی صورت سزائے قید ہو یا دیگر کی بنا پر طلاق طلب کرنے کے دعویٰ کو پزیرائی دی جائے گی، اس حق کے فوت ہونے جو مابین زوجین نکاح کی بنا پر، حقوق زوجیت اور نفسانی تسکین کا حاصل تھا۔ کیونکہ نکاح زوجین کی مصلحت کی بنا پر مشروع کیا گیا ہے اور یہ امر بیوی کے لیے اس جنسی اتصال کے نہ ہونے جو اس کی پاکی کو قائم رکھنے اور حرام امور میں واقع کرنے کے مانع ہے۔

سزائے قید پر ایک اعتراض یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس کے جسم اور فکر پر بڑے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اس کی صورت یہ ہے کہ نفسیاتی امراض، مسولیت کا عدم شعور شامل ہے۔

محبوسین کو جسمانی و نفسیاتی امراض کا لاحق ہونا

سزائے قید ایک نوع کی سخت سزا ہے۔ اس میں ایک مجرم کی آزادی سلب ہونے کے ساتھ ساتھ جہاں دیگر مشقت اور تنگ دلی کا بوجھ اٹھانا پڑتا ہے وہاں متعدد امراض بھی لاحق ہوتے ہیں اور لاحق شدہ امراض میں آئے روز اضافہ بھی ہوتا جاتا ہے اور امراض شدت بھی اختیار کرتے جاتے ہیں۔و اذا ذاد عدد المحبوسين فقد يحشرون حشرا فى السجن الضيقة اضافة الى عدم توافر الوسائل الصحة فى كثير من السجون ،فاذا هذا ولا شك يساعد على انتشار الامراض السرية و الجلدية و الصدرية و غيرها من الامراض الخطيرة بين المسجونين [41] سزائے قید کے محبوسین کی جب تعداد زیادہ ہو گی اور ان کے تنگ جیل میں جمع ہونے کی صورت میں صحت کے وسائل کی کمی ہو گی، اور جب یہ

ہو گا تو اس میں کوئی شک نہ ہے کہ یہ امر امراض سریہ، جلدیہ اور ھارٹ اٹیک اور اس نوع کے دیگر خطرنات امراض کا قیدیوں کے مابین پھیلنے میں مددگار ہو گا۔

سزائے قید کا مجرم اس نوع کی جگہ پر رہتا ہے کہ وہ انتہائی تنگ ہوتی ہے اور وہاں حفظان صحت کا بھی کوئی خاص وئی خاص اہتمام بھی نہیں ہوتا، بیوی بچوں سے ملاقات کا بھی کوئی خاص بندوبت نہیں ہوتا بالخصوص حقوق زوجیت کی ادائیگی کے مواقع و اجازت حاصل نہ ہوتی ہے اور یہ امور اندرونی اور بیرونی امراض کا سبب بنتے ہیں یحبس السجناء فی اماکن ضیقة او قليلة الوسائل الصحية،و يحرمون من الاتصال بزوجاتهم ،فيودی ذالک الی تدنی المتسوی الصحی و انتشار الامراض السرية و العلنية فيما بينهم [42] سزائے قید کے قیدویں کو تنگ جگھوں یا انتائی ک صحت افزاء جگھوں پر رکھا جاتا ہے، انہیں ان کی بیویوں سے ملاقات کے سے بھی محروم رکھا جاتا ہے اور یہ امور آہستہ آہستہ صحت میں عدم توازن اور اندورنی وبیرونی امراض کے بالکل قریب لاتے ہیں۔

مسوئیت کا عدم شعور

سزائے قید کے مجرمین جواب دہی اور عدم مسولیت کے شعور کے حامل ہیں اور یہ امر سزائے قید دینے کے منافی اور بدوں مقصد کے ہے۔يؤدی الحبس غالباً الی التعطل عن العمل،فيعتاد السجين على البطالة،و يعتمد على من يكفيه مؤنه فی الطعام و الملبس و نحوه،فاذا خرج من سجنه عجز عن مواجهة الحياة بجد و نشاط و عاش كلاً على غيره [43] سزائے قید اکثر قوائے عمل کے تعطل تک پہنچاتی ہے۔قیدی کو بے کار رہنے کی عادت ہو جاتی ہے اور اپنے کھانے، لباس اور اس کی مثل دیگر امور کے اعتبار سے غیر کی مدد پر اعتماد کرتا ہے۔جب وہ جیل سے نکلتا ہے تو محنت اور لگن سے زندگی کا سامنا کرنے سے عاجز ہو جاتا ہے اور غیر پر بوجھ بن کر زندگی گزارتا ہے۔معترضین کی جانب سے سزائے قید کے مفاسد کی یہ مختصر فہرست اور اسے متعلقہ عنوانات کو ترتیب دیا گیا ہے، جس سے یہ باور ہوتا ہے کہ کس نوع کے اعتراضات کیے گے ہیں اور ان اعتراضات کا دائرہ کار کس نوع کا ہے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ اس نوع کے اعتراضات کی علمی و تحقیقی، فقہی اور شرعی حیثیت کس نوع کی ہے۔کیا اس نوع کے اعتراضات کوئی وزن بھی رکھتے ہیں یا کہ نہیں؟اس مقصد کے لیے باب سوم کی جانب رجوع کیا جاتا ہے اور ان مفاسد کا فقہ اسلامی کی روشی میں اختصار کت ساتھ جائزہ لیا جاتا ہے۔

خلاصہ بحث

جب تک کوئی شخص ملزم سے مجرم نہ ہو جائے اسلام میں اس کی کوئی سزا نہیں ہے لیکن ملکی عدالتیں ملزم کو پکڑ کر پہلے ہی بند کر دیتی ہیں اور وہ بدستور پابند سلاسل رہتا ہے دو تین سال کے بعد جب جرم ثابت نہیں ہوتا تو عدالت سے ملزم بری ہو جاتا ہے لیکن اس کی قید اور بدنامی اس کے حق میں انتہائی منفی اثرات کا سبب ہوتی ہے۔ تجاویز پیش خدمت ہیں کہ سزائے قید پر حکومت قانون سازی کرے تا کہ اس کے منفی اثرات سے ملزم اور مجرم دونوں محفوظ رہ سکیں۔

References

[1] Ibn-e-Manzūr, Lisān Al-'Arab (Labnan: Dār ul-Ṣādir),4:56.

[2] Murtaẓā Muhammad Ibn Muhammad Al-Zubaidī, Tāj-Al-'Urūs (Labnan: Dār ul-Hadāyah), 31: 24.

[3] Ibn-e-Manzūr, Lisan Al 'Arab,4: 56.

[4]Ismāʻīl Ibn Ḥammād Al-Jūharī, Tāj Al-Lughat (Qāhirah: Dar al-Ḥadith), 764.
[5]Al-Ẓubaidī, Tāj Al ʻUrūs,13: 24.
[6]Al-Ẓubaidī, Tāj Al ʻUrūs,13: 24.
[7]Muhammad Ibn Yaqūb Al-Ferūz Ābādī, Al-Qāmūs al-Muḥīṭ (Labnan: Dār ul-Hadāyah)
[8]Abū Bakar Ibn-e-Masūd Al-Kāsānī, Badāiʻ al-Ṣanāiʻ(Labnan: Dār al-ʻilmiyah), 7: 63.
[9]Al-Ẓubaidī, Tāj al-ʻUrūs, 15: 241.
[10]Ferūz Ābādī, Al-Qāmūs al-Muḥīt, 537.
[11]Al-Juryūbī,Al-Sijn wa Mujībatu fī Sharīah Al-Islāmiah, 1: 37.
[12]Asad Ibn Muhammad Al-Fārūq Al-Karābisī (Beirūt: Dār al-Fikar,1: 286.
[13]Al-Nisā 4: 15.
[14]Muhammad Ibn Ahmad Al-Qurṭibī,, Al-Jāmʻi Li Aḥkām al-Qurān(Riyādh: Dār-e-ʻĀlam),6: 352.
[15]Al-Māidah 5: 33.
[16]Muhammad Amīn Ibn-e-ʻĀbidīn Shāmī, Radd al-Mukhtār (Labnān: Dār al-Fiker), 6: 184.
[17]Alī Ibn Umar Dār al-Quṭnī, Al-Sunan, 4: 164.
[18]Muhammad Ibn ʻĪsa Al-Tirmiẕī, Al-Sunan, 2: 435.
[19]Usman Ibn Ali Al-Ẓailī, Tabīn al-Haqāiq sharaḥ kanz al-diqāiq(Qāirah: Maktabah al-Kubrā),4: 179.
[20]Ibn-e-Qayam, Al-Turuq al-Hukmiyah fī Al-Siāsiyah Al-Shariyah, 82.
[21]Al-Qurtabī, Al-Jāmʻe Li Aḥkām al-Qurān, 6: 35.
[22]Al-Shokānī, Nail al-Ūtār, 8: 343.
[23] Abdul Azāz Ibn Zaid Al-Umīqān, Nizām al-Sajān fī Islām(Labnan),7.
[24]Wahba-al-Zuhailī, Al-Fiqih al-Islāmī, 5: 721.
[25] Shāmī, Rad al-Mukhtār, 5 :378.
[26] Shāmī, Rad al-Mukhtār, 5: 378.
[27] Ibn Ahmad Al-Sarkhasī, Al-Mabsūt (Beirūt: Dār al-Maʻāraf),20: 90.
[28]Al-Sarkhasī, Al-Mabsūt, 20: 90.
[29]Al-Shāmī, Rad al-Mukhtār, 5: 378.
[30]Al-Jurūbī, Al-Sijn wa Mujībah fī Shariya al-Islāmia, 1: 142.
[31]Abdul Raḥmān, Wajūb Tatbīq al-Ḥadūd al-Shariah(Quaiṭa: Maktbah Ibn-e-Taimiah),1: 38.
[32]Abdul Raḥmān, Wajūb Tatbīq al-Ḥadūd al-Shariah, 38.
[33]Abdul Raḥmān, Wajūb Tatbīq al-Ḥadūd al-Shariah, 38.
[34]Abdul Azīz Ibn Zaid Al-Umīqān, Nizām al-Sajūn fī Islām (Labnan),1.
[35] Abdul Raḥmān, Wajūb Tatbīq al-Ḥadūd al-Shariah,38.
[36]Abdul Azīz Ibn Zaid Al-Umīqān, Nizām al-Sajūn fī Islām, 10.
[37]Abdul Azīz Ibn Zaid Al-Umīqān, Nizām al-Sajūn fī Islām, 13
[38]Abu Ghudah Ḥassan, Aḥkām al-Ḥabūs wa Muʻāmlāt al-Sijnāie fi al-Islām, 594.
[39]Ḥassan, Aḥkām al-Ḥabūs wa Muʻāmlāt al-Sijnāie fi al-Islām, 594.
[40]Ḥassan, Aḥkām al-Ḥabūs wa Muʻāmlāt al-Sijnāie fi al-Islām, 465.
[41]Al-Umīqān, Nizām al-Sajūn fī Islām, 13.
[41]Al-Umīqān, Nizām al-Sajūn fī Islām ,13.
[42]Ḥassan, Aḥkām al-Ḥabūs wa Muʻāmlāt al-Sijnāie fi al-Islām, 1: 145.
[43]Ḥassan, Aḥkām al-Ḥabūs wa Muʻāmlāt al-Sijnāie fi al-Islām, 593.